تقریر

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

سیرت حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الروم:22)

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا

معزز سامعین! مجھے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حرم ثانی اُمّ المؤمنین حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا المعروف "حضرت اماں جانؓ" کی سیرت و سوانح پر کچھ کہنا ہے۔

اسلام کی تاریخ میں ہمیں دو ایسے معزز جوڑے نظر آتے ہیں جن کی ایک ایک بات، ایک ایک قدم ہم سب کے لیے قابلِ مثال ہے۔ ایک جوڑا تو پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہے اور دوسرا جوڑا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی زوجہ مطہرہ حضرت نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کا ہے۔ حضرت اُم المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ کا تعلق سادات سے تھا۔ آپ کے بزرگوں کی ابتدا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے ہوئی۔ حضرت اُم المومنین کا خاندان حسینی سادات کا خاندان تھا۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ 1865ء میں دہلی میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ کے والد کا نام حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اور والدہ کا نام حضرت سید بیگم صاحبہؓ تھا۔ ننھیالی سلسلہ میں آپ کا تعلق حضرت خواجہ میر دردؒ کے ساتھ تھا جن کا خاندان تقویٰ اور پرہیز گاری سے بخوبی آگاہ تھا۔ آپؓ کی پیدائش بہت سی برکات لے کر آئی۔ آپؓ کے والد کی بے روزگاری جاتی رہی اور ان کی کھوئی ہوئی جائیداد کا ایک حصہ خود بخود بغیر کسی سعی کے اِن کو مل گیا۔ حضرت اماں جانؓ کا اصلی نام نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ تھا مگر بعد میں حضرت میر صاحبؓ نے آپؓ کا نام 'عائشہ' بھی رکھا۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ لڑکی ایسے شخص کی بیوی بنے گی جسے خدا تعالیٰ نے بروز محمدؐ ٹھہرایا ہے۔ آپؓ کا خطاب "اُمّ المومنین" اور کنیت "اُمّ محمود" ہے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے دس بچے چھوٹی عمر میں فوت ہوئے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت اماں جانؓ کے علاوہ دو بیٹوں حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے لمبی عمر پائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام میں آپؓ کو "میری خدیجہ" کا نام عطا فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے آپؓ کو الہاماً فرمایا تھا کہ اُشْكُرْ نِعْمَتِيْ رَاَيْتَ خَدِيْجَتِيْ کہ تُو میری نعمت کا شکر کر کہ تُو نے میری خدیجہ کو پالیا ہے۔ اس بشارت میں خدا تعالیٰ نے حضرت اماں جانؓ کو "میری نعمت" اور "میری خدیجہ" کے مبارک اعزاز سے نوازا۔

حضرت اماں جان کا بچپن بہت ہی نیک، متقی، پرہیز گار، عبادت گزار والدین کی زیر تربیت گزرا۔ یوں تو خدائی تقدیر کے ماتحت ان کی حفاظت خود خدا تعالیٰ کے فرشتے کر رہے تھے کیونکہ فاطمہ کی اس بیٹی نے آگے چل کر مسیح کی دلہن بننا تھا اور اس اولاد کی ماں بننا تھا جس کی خبر خود خدا تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے دی تھی کہ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ (ترجمہ) وہ شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہو گی۔

حضرت اماں جان کی تعلیم گھر کی چار دیواری میں قرآن کریم اور اردو لکھنے پڑھنے سے شروع ہوئی جو حضرت میر ناصر نواب صاحب نے خود ہی کروائی۔ حضرت اُمّ المومنین بچپن ہی سے زیرک، ذہین و فہیم اور سلیقہ شعار تھیں۔ باوجود پنجاب میں پرورش پانے کے آپ کا طرز زندگی بالکل دہلی کی قدیم تہذیب کے مطابق رہا۔ باوجود اس کے کہ آپ کو پنجابی زبان پر ایک قدرت حاصل تھی۔ لیکن اردو زبان پر بھی آپؓ کو ملکہ حاصل تھا۔

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی شادی اپنی ماموں زاد حرمت بی بی صاحبہ سے 1849ء میں ہوئی تھی۔ ان سے آپؑ کے دو صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب پیدا ہوئے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی والدہ صاحبہ کچھ دنیاداری کی طرف مائل تھیں۔ اس وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا تعلق ان سے کم ہو گیا تھا۔ حضرت اماں جانؓ سے شادی سے قبل حضرت مسیح موعودؑ کو دوسری شادی کے سلسلہ میں کئی الہام ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

"میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اَور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہ ہو گی۔"

الہاماتِ الٰہیہ میں اس مبارک خاتون کے نام کی طرف بھی اشارہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے مذکورہ الہامات میں نصرت کا لفظ دو دفعہ ہے۔ حضور اس لفظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس جگہ عربی الہام میں جیسا کہ نصرت کا لفظ واقع ہے اسی طرح میری خاتون کا نام نصرت جہاں بیگم ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ جہاں کو فائدہ پہنچانے کے لئے آسمان سے نصرت شامل حال ہو گی۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 276)

مزید فرمایا:

"میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہو گی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاؤل کے طور پر الہامات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

ان الہامات کے مطابق حضور کی دوسری شادی نومبر 1884ء میں سادات خاندان میں حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت حضرت میر ناصر نواب صاحب سے ہوئی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے اس وقت سے تعلقات تھے جب حضرت میر صاحب ملازمت کے سلسلہ میں قادیان رہے تھے اور وہ حضور علیہ السلام کی نیکی اور تقویٰ کے بہت معتقد تھے۔ وہ پیشگوئیاں اور خدائی وعدے جو حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کی دوسری شادی کے متعلق کیے گئے تھے اُن کو پورا کرنے کا انتظام خدا تعالیٰ نے ایسے فرمایا کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ مجھے اپنی لڑکی کے واسطے بہت فکر ہے۔ آپ دعا کریں کہ خدا کسی نیک آدمی کے ساتھ تعلق کی صورت پیدا کر دے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا میرا تعلق میری بیوی سے گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔ مَیں اَور نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تم کو سادات سے عالی شان خاندان میں سے زوجہ عطا کروں گا اور اس نکاح میں بہت برکت ہو گی... اور یہ بھی لکھا کہ آپ مجھ پر نیک ظنی کر کے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیں۔

حضرت میر صاحب لکھتے ہیں پہلے تو میں نے کچھ تامل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر کچھ زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے۔ مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا میں دل سے خواہاں تھا میں نے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اسی نیک مرد سے اپنی دخترِ نیک اختر کا رشتہ کر دوں۔ آپؓ نے کچھ سوچ بچار اور دعا کے بعد اپنی اہلیہ محترمہ حضرت سید بیگم صاحبہؓ سے مشورہ اور ان کی رضامندی کے بعد یہ رشتہ قبول کر لیا۔ چنانچہ آٹھ دن بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی پہنچ گئے۔ حافظ حامد علی صاحبؓ بطور خادم اور لالہ ملاوامل صاحب اور ایک دو اَور آدمی ساتھ تھے۔ حضرت میر صاحبؓ کی برادری کے لوگوں کو جب معلوم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے کہ ایک بوڑھے شخص کو اور پھر ایک پنجابی کو رشتہ دے دیا اور کئی لوگ اس ناراضگی کی وجہ سے شامل بھی نہ ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ساتھ کوئی زیور اور کپڑا نہ لے گئے تھے، صرف ڈھائی سو روپیہ نقد تھا۔ اس پر بھی رشتہ داروں نے بہت طعن کیے۔ حضرت میر صاحبؓ اور ان کے گھر کے لوگ، لوگوں کو یہ جواب دیتے تھے کہ میرزا صاحب کی گھر کی عورتیں ان کی مخالف ہیں۔ پھر وہ جلدی میں آئے ہیں۔ اس حالت میں وہ زیور کپڑا کہاں سے بنوا لاتے۔ مگر برادری کے لوگوں کا طعن و تشنیع کم نہ ہوا۔

حضرت اُمّ المؤمنینؓ نے خود بھی اپنی شادی کے متعلق فرمایا:

حضرت صاحب مجھے بیاہنے دلّی گئے۔ آپؑ کے ساتھ شیخ حامد علی صاحبؓ اور ملا وامل بھی تھے۔ نکاح مولوی نذیر حسین صاحب نے پڑھایا تھا۔ یہ 27؍ محرم 1302 ہجری بروز پیر کی بات ہے۔ اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضرت صاحبؑ نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین صاحب کو پانچ روپیہ اور ایک مصلّٰی نذر دیا تھا۔ آپؑ کا حق مہر گیارہ سو روپے مقرر ہوا۔

گو کہ دونوں جانب کے خاندان اس تعلق پر خوش نہیں تھے مگر آسمان پر خدا کے فرشتے حمد و ثنا کے گیت گا رہے تھے۔ دنیاوی لحاظ سے اس سادہ ترین رخصتی کے بعد حضرت اماں جان کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا جس میں ہمیں روحانیت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آتا ہے۔

سامعین! آپؑ کی حضرت مسیح موعودؑ سے شادی ایک الہامی شادی تھی یعنی خدا تعالیٰ نے اس کو خود طے فرمایا تھا۔ اس لیے یہ ایک مثالی جوڑا تھا۔ دونوں کو ایک دوسرے سے مثالی محبت تھی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت اماں جانؓ کے بلند اقبال کے متعلق بھی بے شمار بشارتیں دیں جن میں سے ایک پُر شوکت الہام ہے کہ

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ میں سے جن میں سے تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔"

خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کی ایک یہ پیشگوئی بھی حضرت اماں جانؓ کے مبارک وجود کے ذریعہ بڑی شان سے پوری فرمائی کہ تَرٰی نَسْلاً بَعِیْدًا۔ یعنی تُو ایک دُور کی نسل بھی دیکھے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ آپؑ کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس (خدا) نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخمریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

خدا تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے آقا و مطاع آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز بنایا ایسے ہی حضرت اماں جانؓ، حضرت خدیجہ ثانیہ تھیں۔ آپؑ کا حضرت اقدسؑ کے ساتھ عقیدت و محبت کا ایک گہرا رشتہ تھا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بھی آپؑ سے محبت کا تعلق تھا کیونکہ بعض غیب کی خبریں جو حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوتیں آپؑ کو رؤیا کے ذریعے ان کا علم ہو جاتا۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں

"کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جو رؤیا و حی مجھے ہوتی وہی گھر والوں (یعنی حضرت اماں جانؓ) کو بھی رؤیا یا خواب آ جاتا۔"

آپؑ کو حضرت اقدسؑ سے بے پناہ عشق تھا۔ آپؑ کا پلنگ ہمیشہ دالان میں بیت الدّعا کے سامنے ہوتا۔ محترمہ امام بی بی صاحبہؓ والدہ مکرم منشی ابراہیم صاحب سناتی تھیں کہ "میں چھوٹی تھی جب حضرت اماں جانؓ کے گھر رہتی تھی۔ حضورؑ کو جب وحی ہوتی تو آپؑ کو پسینہ بہت آتا اور بعد میں آپؑ کو کمزوری محسوس ہوتی تو حضرت اماں جانؓ آپؑ کے لیے کدو کا حلوہ بنا کر رکھتی تھیں۔ وہ آپؑ کو کھلاتی تھیں۔ آپؑ حضورؑ کے کھانے کا خاص خیال رکھتیں۔ خود پکاتیں یا اپنے سامنے پکواتیں۔ حضرت اماں جانؓ، حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کی عینی گواہ تھیں۔ آپؑ نے بارہا الہام ہوتے دیکھا۔"

حضرت اماں جان کو حضرت مسیح موعودؑ پر پختہ اور بے مثال ایمان تھا۔ آپ کو سب سے قریب سے دیکھنے والی آپ کی اہلیہ، آپ کو آپ کے تمام دعاوی میں صادق اور راستباز یقین کرتیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ لکھتے ہیں۔ مَیں نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کب بیعت کی تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا میرے متعلق مشہور ہے کہ میں نے بیعت سے توقف کیا اور کئی سال بعد بیعت کی، غلط ہے، بلکہ میں کبھی بھی آپؑ سے الگ نہیں ہوئی۔ ہمیشہ آپؑ کے ساتھ رہی اور شروع ہی سے اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لیے الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی حضرت نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضورؑ حضرت اماں جانؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اس لیے میں اسے شعائر اللہ سمجھ کر اس کی خاطر داری رکھتا ہوں اور وہ جو کہے مان لیتا ہوں۔"

حضرت اماں جانؓ کی پاکیزہ نیک فطرت اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت اور تربیت نے آپؓ کی شخصیت کو بہت پیارا کر دیا تھا۔ آپؓ نہایت خوش مزاج، سلیقہ شعار، مخلوق خدا کی سچی خیر خواہ، ہمدرد اور خدمت گار، ہر ایک سے محبت کا سلوک کرنے والی تھیں۔ سب یہ سمجھتے تھے کہ بس سب سے زیادہ مجھ سے پیار ہے۔ نہایت درجہ صابر شاکر تھیں، کسی مشکل میں نہ گھبراتیں۔ خدا تعالیٰ پر کامل توکّل تھا۔ مشکل کے وقت دعا میں لگ جاتیں۔ شریعت کی پوری پابند تھیں۔ آخری وقت تک مکمل پردہ کرتی رہیں۔ ایسے دل کش انداز سے تربیت کرتیں کہ سارا خاندان اور دیگر خواتین خوشی سے اطاعت کرتیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت امّاں جانؓ کی نیکی اور دینداری کا مقدّم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغف تھا۔ فرض نمازوں کا کیا کہنا، تہجد اور ضحیٰ کی بھی پابند تھیں اور انہیں اس ذوق شوق سے ادا کرتیں کہ دیکھنے والوں کے دل میں بھی ایک خاص کیفیت پیدا ہونے لگتی۔ مَیں پوری بصیرت سے کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی پیاری کیفیت کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے حضرت امّاں جانؓ کو بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے ورثے میں ملی تھی۔

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

اماں جانؓ اتنی عاجزی اور انکساری سے نماز پڑھتیں جیسے سچ مچ اللہ میاں کے پاؤں پکڑے فریاد کر رہی ہیں۔

حضرت امّاں جان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت تھی۔ جس طرح آپؓ قرآن کریم سنتیں۔ اس طرح صاحبزادگان سے کتب احادیث روزانہ سنتیں۔ کئی یتیم بچیوں سے جن کو آپ نے خود پالا تھا کسی ایک کو پاس بٹھا کر اس سے حدیث پڑھوا کر سنتیں۔ نہ صرف احادیث سنتیں بلکہ بھرپور انداز میں ان پر عمل پیرا بھی ہوتیں۔

آپؓ کی رمضان المبارک کے مہینہ کی کیفیت کے بارے میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان فرماتی ہیں

"رمضان المبارک میں آپ بہت زیادہ خیرات دیتیں۔ تین چار آدمیوں کا کھانا اکثر اپنے ہاتھ سے پکا کر دیتیں۔ ویسے نقدی اور جنس کی صورت میں بھی بے حد خیرات کرتیں۔ رمضان المبارک کے علاوہ محرم میں بھی صدقہ و خیرات بہت فرماتیں اور گھر میں بھی نوکروں وغیرہ کو اچھا کھلاتیں۔ فرماتیں "سال شروع ہے اور حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے جو شروع سال میں خیرات کرے گا اور اپنے پر فراخی کرے گا اس کو سال بھر فراخی رہے گی۔"

سامعین! آپؓ کی مہمان نوازی کا ذکر کریں تو سب سے پہلی "افسر لنگر خانہ" حضرت اماں جان تھیں۔ خلقت کا ایک ہجوم تھا جو دن اور رات دارالمسیح میں حاضر ہوتا تھا۔ شروع کا ایک لمبا عرصہ تو کھانا حضرت اماں جان کے گھر ہی سے جاتا تھا۔ ملک کے مختلف حصوں سے فرق فرق قوموں اور مزاجوں سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ ان سب کی عادتوں اور خواہشوں کے مطابق ان کی مہمان نوازی اور وہ بھی پوری خوش دلی سے صرف خدا کی رضا کی خاطر ایک انتھک محنت چاہتی تھی اور پھر مالی مشکلات کی صورت میں اپنے زیور تک پیش کر دینا یہ اُمّ المؤمنین کا ہی حصہ تھا۔ جن کو خدا نے خَدِیْجَتِیْ فرمایا تھا۔ آپؓ بھی ہر وقت حضرت خدیجہؓ کی طرح اپنے مال کو خدا اور اس کے مسیح کی خدمت کے لیے حاضر کرنے کو تیار رہتیں۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لیے کوئی سالن نہیں ہے۔ حضورؑ نے فرمایا:

بی بی صاحبہ (حضرت اماں جان) سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لیے سامان بہم پہنچایا۔

صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

"ہفتہ میں ایک دن نابینا اور یتیم بچوں کو حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا دوپہر کے کھانے پر بلاتیں جو قطار میں ایک دوسروں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آتے تھے۔ ان کے لیے دستر خوان بچھتا۔ پلاؤ تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پکتا تھا اور کیا ہوتا تھا مجھے یاد نہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میری آنکھوں نے خود دیکھا کہ آپ خدا تعالیٰ کی محبت میں اور اسلام کی تعلیم کے عشق میں آٹھ، نو، دس سال کے بچوں کو اپنے پاس رکھتیں تو بعض دفعہ خود اپنے ہاتھ سے انہیں نہلاتیں۔"

سامعین! جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ آپ نہایت درجہ صابر شاکر تھیں۔ کسی مصیبت میں نہ گھبراتیں، خدا تعالیٰ پر کامل توکّل تھا۔ مشکل وقت میں دعا میں لگ جاتیں۔ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب چشم دید واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوگئی اور آپ کا جنازہ قادیان میں لایا گیا اور باغ کے کمرہ میں رکھا گیا مَیں حضرت کی آخری خدمت کے لیے وہاں بطور نگران متعیّن تھا۔ کیونکہ لوگ آتے اور زیارت کرتے جاتے تھے۔ اِسی اثناء میں حضرت اماں جان تشریف لے آئیں۔ آپ پائنتی کی طرف کھڑی ہوگئیں اور نہایت دردناک آواز میں فرمایا "تُو نبیوں کا چاند تھا تیرے سبب میرے گھر میں فرشتے اُترتے تھے۔"

حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے بطن سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن میں سے پانچ بچے تو بچپن میں وفات پاگئے جبکہ تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کو اللہ تعالیٰ نے لمبی زندگی سے نوازا۔ آپؓ کا ہر بچہ قبل از وقت الہامی اطلاع اور بھاری آسمانی بشارتوں کے ماتحت پیدا ہوا، اسی لیے حضرت مسیح موعودؑ آپؓ کو شعائر اللہ یقین کرتے تھے اور آپؓ کی دلداری کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

"خواب میں مَیں نے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ مَیں نے خدا کی مرضی کے لیے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اس پر مَیں نے ان کو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حُسن چڑھا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ 597)

آپ کی مبشر اولاد میں سب سے بڑے فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو خدا تعالیٰ نے خلافت کی ردا پہنانے کے ساتھ ساتھ مصلح موعود کے مقام پر بھی فائز فرمایا۔ جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا... نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا تعالیٰ نے قمر الانبیاء قرار دیا یعنی نبیوں کا چاند۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ "وہ بادشاہ آیا"۔ دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حضور علیہ السلام کو الہام ہوا "نواب مبارکہ بیگم"۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا الہام تھا "دُختِ کرام"۔ حقیقۃ الوحی میں آپؑ نے اس نشان کو چالیسواں نشان قرار دیا ہے۔

حضرت اماں جان کے پانچ بچے چھوٹی عمروں میں وفات پاگئے مگر ان موقعوں پر آپ نے جس صبر اور رضا کا مظاہرہ کیا وہ بھی تاریخ میں سنہری الفاظ میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ بشیر اوّل جن کی وفات ایک سال کی عمر میں ہوئی تھی جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور بس جب بچہ فوت ہوگیا تو آپ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہوگئیں۔ اسی طرح صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات پر جن کی عمر 8 سال سے کچھ اوپر تھی اور وہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہت لاڈلے بیٹے تھے اور جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت اماں جان نے فرمایا

"میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں"

آخر اس مبشر اولاد کی یہ مبشر ماں جو خدا کے مسیح کی پیاری بیوی اور خدا کی خدیجہ تھی 20 اپریل 1952ء کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

"وفات کے دن صبح کے وقت جب میں ٹیکہ کرنے لگا تو آپ نے فرمایا قرآن شریف لے آؤ۔ میں نے عرض کی۔ اماں جان ٹیکہ کرلیں پھر سن لیں۔ جس پر آپ نے اثبات میں سر سے اشارہ کیا۔ چنانچہ ٹیکہ کے بعد میر محمود صاحب نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا اور وفات سے ایک گھنٹہ قبل رات 10:30 بجے بھی اماں جان نے فرمایا قرآن شریف سناؤ۔ جس پر میر محمود صاحب نے قرآن شریف سنایا"۔

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی ہر لحاظ سے ہم سب کے لیے قابل تقلید ہے۔ آپؓ نے حقیقتاً ایک نبی کی زوجہ ہونے کا حق ادا کیا آپ کا خدا پر توکل ہو یا عبادات کا معیار تربیت اولاد ہو یا عائلی معاملات، پردہ ہو یا دیگر اسلامی تعلیمات ہر جگہ آپ نے اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کیا۔

سامعین کرام! حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگمؓ کی زندگی کے اتنے پہلو ہیں کہ اس کم وقت میں بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ آپؓ کی شخصیت پر یہ شعر مکمل طور پر لاگو ہوتا ہے کہ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

اللہ کے حضور التجا ہے کہ ہم سب کو حضرت اماں جان کے نقشِ قدم پر چلنے اور اُن کی نیکیوں اور اخلاق کو اپنے اندر پیدا کرنے اور زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم احمدی حضرت اماں جان کی تمام دعاؤں کے وارث ہوں۔ آمین

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)